ایتونی بکتاب من قبل ھذا او اثارۃ من علم ان کنتم صدقین

(القرآن)

حدوثِ وید

جس میں قدامتِ وید کا ابطال خود وید کی اندرونی شہادت سے کیا گیا ہے

مع جواب الجواب
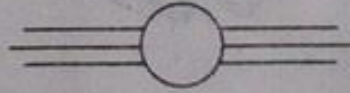
مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری

مکتبہ محمدیہ دھلی کراچی

پہلے مجھے دیکھیے

آریوں نے جوش میں آ کر جو بت پرستی کے چھوڑنے سے فطرتاً" ان میں پیدا ہوا ہے اپنے بانی ا۔ کی تقلید میں بہت سے ایسی دعوے بھی کیے ہیں جن کا ثبوت ان کے ذہن کے سوا کسی جگہ نہ ہو سکے۔ مثلاً" یہ دعویٰ کہ سب زبانوں کی اصل سنسکرت ۲۔ زبان ہے جو اس وقت زمین کے چپہ بھر قطعہ پر بھی رائج نہیں یا یہ کہ تمام دنیا میں روشنی، ہدایت، تہذیب، ترقی، وید ہی کے ذریعہ سے پھیلی ہے۔ حتیٰ کہ ریل، تار، توپ، بندوق وغیرہ آلاتِ حرب وید ہی سے بنائے گئے ہیں۔

گو اہلِ علم تو ان باتوں کو سنتے ہی ہنس کر خاموش ہو جاتے ہیں مگر یہ لوگ اس خاموشی سے یہ نتیجہ نکالا کرتے ہیں کہ ہمارے دعوے کی بداہت نے ان کو خاموش کرا دیا۔

ا۔ گودیا نندی کہلانے کو آریہ سماجی پسند کرتے ہیں (دیکھو اخبار ست دھرم پرچارک جالندھر ۱۰ نومبر ۱۹۰۴ء صفحہ ۱۰ کالم ۲) مگر ہم ان کو آریہ کہتے ہیں کیونکہ یہ لوگ اس نام کو زیادہ پسند کرتے ہیں۔

۲۔ اس دعویٰ کے ثبوت کیلئے آریہ جس قدر کوشش کرتے ہیں اس کا نمونہ اخبار ہتکاری امرتسر مورخہ ۲۷ جنوری ۱۹۰۵ء کا بے جا تکلف ہے کہ تورات کی کتاب خروج (باب ۳ کی ۱۳-۱۴ آیت میں جو I am (یعنی میں ہوں) ہے یہ اصل میں اوم ہے۔ پھر اس سے نتیجہ نکالا ہے کہ وید آدی شاستروں میں اوم ہی ایشور کا اسم اعظم کہا گیا ہے اور یہی خدا کا نام حضرت موسیٰ نے بیان کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ کا استاد بھی کوئی آریہ ہو گا (صفحہ ۶ کالم ۳)
چشم بد دور کیا تحقیق ہے اول تو یہی غلط کہ حضرت موسیٰ نے آئی ایم کہا ہو کیونکہ ان کی زبان تو عبرانی تھی اور آئی ایم انگریزی ہے۔ دوم آئی ایم (میں ہوں) تو مرکب جملہ ہے اور اوم مفرد ہے۔ سماجی مترو! اسی تحقیق سے یورپ اور امریکہ کو فتح کرو گے؟ آہ اس سادگی پہ کون نہ مر جائے۔ اے خدا لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں۔

انہی عجوبہ قسم کے دعووں میں سے قدامت وید کا دعویٰ ہے یعنی یہ کہ وید دنیا کے شروع سے ہیں۔ بلکہ یوں سمجھیے کہ ان کے ملہموں ہی سے دنیا شروع ہوئی ہے کیونکہ دنیا کے شروع میں چار رشی (اگنی، وایو، اوت، انگرس) جوان [ا] تبت میں پیدا ہوئے تھے۔ انہی پر چار وید نازل ہوئے جن کو آج ایک ارب ستانوے کروڑ انتیس لاکھ اڑتالیس ہزار نو سو چھیانوے برس گزرے ہیں۔ ازاں بعد تمام دنیا کے باشندوں نے بس وید ہی سے علم، روشنی، ہدایت وغیرہ حاصل کیے۔ اتنے بڑے دعوے پر دلیل کیا؟ کچھ نہیں۔ صرف سوامی دیانند کا پرمان یا معمولی اناپ شناپ۔ اسی گھمنڈ پر یہ لوگ ہمیشہ الہامی کتاب کی شروط میں یہ شرط مقدم لکھا کرتے ہیں کہ وہ کتاب شروع دنیا سے ہو۔

دنیا کی پیدائش اور وید کی قدامت کا مسئلہ علماء یورپ کی تحقیقات میں بڑی وضاحت سے ملتا ہے مگر ایسی تحقیق کی جو آریہ پارٹی کے خلاف ہو ان کے نزدیک جو جتنی بھی قدر و قیمت نہیں۔ جب تک سوامی جی مہاراج کے دستخط نہ ہوں۔ آریہ سماج اس کو عزت اور قبولیت کی نگاہ سے نہیں دیکھ سکتی۔ خصوصاً یورپ کی تحقیقات ان کے خلاف "بجوے نہ ارزو" کے مصداق ہے۔ ہاں! مسلمانوں کے خلاف ہو تو بڑی خوشی سے لکھا جاتا ہے کہ فلاں پروفیسر صاحب یوں لکھتے ہیں اور فلاں پرنسپل صاحب یوں رقمطراز ہیں۔ علماء یورپ کی تحقیقات یہ ہے کہ آریہ قوم ایران سے ہندوستان میں آئی تھی۔ مگر دیانند جی کہتے ہیں:

"جب وید اسے نہیں [۲] مانتا تو دوسرے غیر ممالک کے رہنے والوں کی من گھڑت باتوں کو عقلمند لوگ کبھی نہیں مان سکتے۔" (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۹۷)

لیکن کیا اتنے بڑے زبردست دعوے پر کوئی دلیل اتنی ہی قوی دیانندیوں کے پاس ہے؟ آج تک تو نہیں پہنچی آئندہ کو معلوم نہیں مگر جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ موجودہ

ا۔ دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۹۳ اس شمار کو بھی کئی سال گزرے ہیں۔

۲۔ معلوم ہوتا ہے کہ وید میں آریوں کے ایران سے آنے کا انکار ہے پھر کیوں نہ وید شروع دنیا سے ہوں گے؟ آریو! سنتے ہو؟

پارٹی کے بڑے بڑے آرگن بھی اس سے زیادہ کمال نہیں رکھتے کہ سوامی جی کے مطلب کو سمجھ کر دوسروں تک پہنچا سکیں اور بس۔ ان میں صرف یہی کمال ہے کہ "آنچہ استاد ازل گفت ہماں میگویم" تو آئندہ ان سے کسی دلیل کی توقع محض خام خیالی بلکہ بوالہوسی ہے۔ اس لیے ان سے تو امید نہیں کہ ایسے زبردست دعوئی کو کسی مضبوط دلیل سے ثابت کریں گے لہٰذا ہم ہی اس کی نفی کے دلائل مختصر طور پر رسالہ میں لکھتے ہیں۔

طبع اول کے بعد اس رسالہ کے دو جواب آریہ مصنفوں نے دیئے لیکن ان مصنفوں میں ایک مصنف ا۔ تو اس قابل ہی نہیں کہ اس کی کسی بات کا نوٹس لیا جائے۔ صرف اس کی تحقیق اور ایمانداری کا نمونہ ہی ناظرین کو دکھا دینا کافی ہے۔ آپ اسی رسالہ کے جواب میں حسب عادت شریفہ بالکل بے تعلق کہتے ہوئے ایک حدیث نقل کر کے اس کا ترجمہ لکھتے ہیں جو مع الفاظ حدیث حرف بحرف ہم نقل کر دیتے ہیں:

محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا:

مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ

ترجمہ: "جو کوئی اس دین میں عقل کو دخل دے کر نئی بات ایجاد کرے یا نئی تحقیقات کرے وہ مردود ہے۔"

پھر اس سے نتیجہ نکالا ہے کہ معقول پسندی سے اسلام اور قرآن کو نفرت ہے (قدامت وید صفحہ ۱۱)

حالانکہ حدیث مذکور کا نہ یہ مطلب ہے نہ یہ ترجمہ ہے بلکہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو کوئی ہمارے دین میں از قسم عبادت کوئی ایسا کام ایجاد کرے جو دین میں سے نہیں یعنی کوئی نئی عبادت بنا دے۔ مثلاً" پانچ نمازوں کی جگہ چھ تجویز کرے مہینے کے روزوں کی جگہ دو مہینوں کے بتلاوے یعنی از قسم عبادات کوئی ایسا کام نکالے جس کی اصل دین میں اجازت نہیں تو وہ کام رد ہے اور

ا۔ مہاشہ یوگندر پال آنجہانی

وہ شخص مردود ہے۔ نہ اس میں کوئی علمی تحقیقات سے منع فرمایا ہے نہ ہمیں کسی ایجاد سے روکا ہے بلکہ صرف یہ فرمایا ہے کہ عبادات کے متعلق کوئی بات اپنی طرف سے ایجاد نہ کرو۔

سوامی دیانند نے بہت ٹھیک لکھا ہے کہ جو لوگ ضدی متمرد اور سرکش ہوتے ہیں اور مذہب کی تاریکی میں پھنس کر عقل کو کھو بیٹھے ہیں وہی متکلم کے خلاف منشاء کلام کے معنی کیا کرتے ہیں (ستیارتھ پرکاش دیباچہ صفحہ ۷)

سو ایسے متمرد مصنف کی تحقیقات علمی اور مذہبی کا اندازہ ناظرین اسی ایک ہی مثال سے معلوم کر سکتے ہیں۔ ایسے سڑیل مصنف کی کسی بات کا جواب دینا گویا سڑیل بننا ہے علاوہ اس کے اس نے کوئی نہیں بات نہیں لکھی بلکہ وہی جس کا جواب ہم طبع اول میں دے چکے ہیں۔

دوسری مصنف سوامی درشنا نند جی ا۔ سرسوتی ہیں۔ انھوں نے اپنی اخبار موسومہ "مباحثہ" میں اس رسالہ کے متعلق کچھ لکھا تھا سو اس کا جواب حسبِ موقع عرض ہو گا۔ انشاء اللہ۔

ا۔ آج ہم ان دونوں کو اس دنیا میں نہیں پاتے اس لیے بے ساختہ دل میں آتا ہے "زندگانی ما نیز جاودانی نیست"

قدامتِ وید کا ابطال

خود وید سے

چونکہ ہم دیباچہ میں ظاہر کر آئے ہیں کہ علماء یورپ کو آریہ پارٹی بلاوجہ اپنے خلاف معتبر نہیں جانتی اس لیے ہم کوئی دلیل ایسی بیان نہ کریں گے جو وید سے باہر ہو۔ وید کے چند ایک مقام پر تو یہ مسئلہ (کہ وید دنیا کی ابتدا سے نہیں) بطور صراحت کے مذکور ہے۔ بعض مقامات پر بطور اشارے کے ہے۔ رگ وید۔ اشٹک ۸۔ اوہیائے ۸۔ ورگ ۴۹ کا منتر ۲ سوامی دیانند نے "بھومکا" میں خود ہی نقل کیا ہے۔ جس کا اردو ترجمہ بابو نہال سنگھ آریہ ساکن کرنال نے یوں کیا ہے:

اے انسانو! تم میرے بنائے ہوئے پرانصاف و بے تعصب راستی کو صفت سے موصوف دھرم پر چلو اور ہمیشہ اس پر قائم رہو۔ اور اس کے حاصل کرنے کیلئے ہر قسم کی مخالفت چھوڑ کر آپس میں ملو۔ تاکہ تمہارے درمیان اعلیٰ درجہ کا سکھ ہمیشہ ترقی پاوے اور تمام دکھ مٹ جاویں۔ تم آپس میں مل کر حجت تکرار اور مخالفانہ بحث کو چھوڑ کر باہم محبت کے ساتھ بطریق سوال و جواب گفتگو کرو۔ تاکہ تمہارے درمیان سچے علوم اور عمدہ صفات بخوبی ترقی پاویں اور تم صاحب علم و معرفت بن جاؤ۔ تم ہمیشہ ایسی لگاتار سعی و کوشش کرو کہ جس سے تمہارے دل علم کے نور سے روشن اور آنند سے بھرپور ہوں۔ تم کو دھرم ہی پر عمل کرنا چاہیے۔ ادہرم اختیار نہیں کرنا چاہیے (یہاں نظیر دیتے ہیں) جس طرح زمانہ قدیم کے صاحب علم و معرفت راستی شعار طرف داری و تعصب سے خالی عالم اور ایشور اور دہرم کے حکم کو عزیز جاننے والے تمہارے بزرگ تمام علوم سے ماہر اور لائق و فائق گزر چکے ہیں مجھ عبادت کرنے کے لائق قادر مطلق وغیرہ صفات سے موصوف ایشور کے حکم کی تعمیل یا میرے بنائے ہوئے دہرم پر عمل کرتے رہے ہیں اسی طرح تم بھی اسی دھرم کے پابند رہو تاکہ وید میں بتائے ہوئے دھرم کا تم کو بلاشک و شبہ علم ہو جائے۔" (صفحہ ۶۴)

اسی کتاب (بھومکا مصنفہ سوامی جی) کا اردو ترجمہ لالہ منشی رام جالندھری نے بھی کیا ہے جو گرو کل پارٹی میں ایک اعلیٰ پایہ کے مہاتما ہیں جن کی کوشش سے ایک گرو کل (دینی مدرسہ) ہر دوار میں جاری ہوا ہے جس کے سرپرست بھی لالہ صاحب موصوف ہی ہیں۔ لالہ صاحب نے اس منتر کا اردو ترجمہ یوں لکھا ہے:

"پرمیشور کہتا ہے کہ اے انسانو! میرا کہا ہوا انصاف پر مبنی، طرفداری سے بری، سچے اوصاف سے روشن جو دھرم ہے اس کو تم اچھی طرح حاصل کرو یعنی اس کے حصول کیلئے ہر قسم کے اختلافات کو چھوڑ کر اتفاق سے رہو۔ جس سے تمہارا اعلیٰ سکھ ہمیشہ بڑھتا رہے اور ہر ایک طرح کا دکھ دور ہووے۔ تم لوگ ایک دوسرے کے ساتھ متفق ہو کر باہمی گپ شپ اور مغالطہ وغیرہ الٹی بحث کو چھوڑ کر باہمی محبت سے سوال و جواب کے طریقہ پر تحقیق کرو تاکہ سچے علم اور اعلیٰ اوصاف کی تم میں ہمیشہ ترقی ہوتی رہے۔ تم لوگ اپنے علم حق کو سدا بڑھاتے رہو جس سے تمہارا من منور ہو کر تمہاری ہمت کو بڑھا دے تاکہ تم لوگ عالم ہو کر ہمیشہ راحت حاصل کرتے رہو۔ تم لوگوں کو دھرم کا ہی کرنا واجب ہے نہ کہ ادہرم کا۔ اس میں تمثیل دیتے ہیں کہ جو عالم نیک بے رعایت بزرگ پرمیشور کے دھرم کے پریمی تم سے پہلے گزر چکے ہیں جس طرح کہ وے قادر مطلق پرمیشور کے دہرم پر چلتے تھے اسی طرح پر تم بھی اسی سچے دہرم پر چلو۔ جس سے ویدک دہرم بے خوفی کے ساتھ ظاہر ہووے۔"

(صفحہ ۱۵۷۔ جلد اول)

ان دونوں ترجموں میں گو کسی قدر لفظی اختلاف ہے مگر ہماری غرض جس لفظ سے ہے وہ برابر دونوں میں ہے۔ جس کو ہم نے جلی قلم سے زیر خط لکھا ہے ناظرین غور سے دیکھیں۔

اب ہم ذرا تفصیل سے بتلانا چاہتے ہیں۔ اس منتر میں ایشور حکم دیتا ہے کہ اے مخاطبو! تم اپنے سے پہلے لوگوں کی جو تمہارے بزرگ گزر چکے ہیں ان کی تابعداری کرو۔ اس لفظ سے (کہ تمہارے بزرگ گزر چکے ہیں) صاف سمجھ میں آتا ہے کہ جس وقت وید کی تصنیف یا نزول یا (بقول آریان) الہام ہوا تھا۔ اس وقت دنیا کی آبادی اس

حد تک پہنچی ہوئی تھی کہ بہت سے ان میں سے نیک تھے اور بہت سے بد اور ریفارمروں کو اصلاح کرتے ہوئے پہلے بزرگوں کی نظیر بتلانی پڑتی تھی جیسا کہ عموماً آج کل بھی ہر ایک قوم کے لیکچرار لیکچروں میں اپنے اپنے بزرگوں کے حالات سنا کر ان کی پیروی کی ترغیب دیا کرتے ہیں۔ قرآنِ مجید میں جو قصے آتے ہیں ان سے بھی یہی غرض ہے کہ بھلے آدمیوں کی چال اختیار کرو اور بروں کی روش سے بچو۔ چنانچہ اس مطلب کو قرآنِ شریف نے خود ہی واضح الفاظ میں بتلا دیا ہے:

فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ

(اے رسول تم پہلے لوگوں کے قصے بتلایا کرو تاکہ یہ لوگ ان پر غور و فکر کیا کریں اور ہدایت پاویں)۔

اس منتر میں (جس سے ہم نے استدلال کیا ہے کہ وید شروع دنیا میں نہ تھے بلکہ بعد میں بنے ہیں) گو کسی طرح کی پیچیدگی نہیں۔ صاف مضمون ہے ایسا کہ کسی شرح یا حاشیہ لگانے کا محتاج نہیں تاہم آریوں نے اس صاف اور سیدھی بات کو بھی اندھوں کی کھیر کی طرح ٹیڑھا کرنا چاہا ہے چنانچہ سوامی درشنانند لکھتے ہیں۔

> آپ نے اس تقریر میں تمہارے بزرگ تمام علوم سے ماہر گزر چکے ہیں۔ اس فقرہ پر اعتراض کیا۔ جس کی بابت جواب تحریر ہے۔ چونکہ دھرم کے معیار تین ہیں وید یعنی کلام الٰہی، سمرتی یعنی شریعت، سدا چار یا طریقت۔ اگر سوامی دیانند سرسوتی جی کی رگوید آدی بھاش بھومکا کو بھی بغور ملاحظہ فرما لیتے تو آپ پر ساری حقیقت کھل جاتی کیونکہ رگوید آدی بھاش بھومکا کے بھاشا ترجمہ میں ان تینوں اصولوں کا ذکر اسی منتر کے آخر میں کیا ہے اور اس منتر سے سدا چار پرمان کی تعلیم دکھلائی ہے۔ وہ بھی کیسے؟ سمجھا کر کہ جیسے تمہارے پہلے بزرگ تمام علوم سے ماہر ہو

کر گزر چکے ہیں۔ ا۔ اسی طرح تم بھی ان کی طریقت اختیار کرو یعنی جیسا کہ وہ دہرم کاریوں پر عمل در آمد کرتے تھے۔ تم بھی اس طریقہ پر اپنی زندگی گزارو۔ مولوی صاحب چونکہ ایشر ازلی و ابدی ہے۔ اس واسطے اس کی صفات اور قول بھی ازلی ہیں۔ یہی تو وید کی مکمل تعلیم ہے۔ کیا ویدک اصول دیانندیوں کے دماغ کی بناوٹ ہے۔ نہیں مولوی صاحب وید خود بتلاتا ہے۔ آپ اس منتر سے پہلے دو منتروں کو ملاحظہ کیجئے جس میں لکھا ہے تیما پورو کلپت یعنی پرماتما نے یہ سرشٹی ایسی رچی ہے جیسے پہلے رچی تھی گویا ان منتروں سے سرشٹی کو انادی ثابت کیا ہے کیا خوب ہوتا کہ آپ نے سوال کرنے سے پیشتر ان منتروں کو دیکھ لیا ہوتا تاکہ اس منتر کی حقیقت آپ کے دل پر نقش ہو جاتی مگر آپ مانتے کیسے جبکہ قرآن مجید آپ کو اس کے برخلاف تعلیم دیتا ہے سرشٹی انادی نہیں ہو سکتی وگرنہ آپ کیا اتنی بھاری غلطی کھاتے کہ سب سے پہلے یا شروع سرشٹی یا دنیا میں وید منتر جبکہ پرماتما نے بنایا تو پہلے سرشٹی ہو چکی ہو گی۔ حضرت سب سے پہلے سرشٹی لکھنا ہی آپ کی علمیت کا ثبوت ہے کیونکہ سب سے پہلے سرشٹی ہو کیسے سکتی ہے بتائیے سب سے پہلے سرشٹی کا آغاز۲۔ تو نہیں اور انجام ہے بس ایک کنارہ والا دریا کس نے دیکھا ہے دنیا میں جتنی اشیا ہیں واجب الوجود اور ممکن الوجود اور ممتنع الوجود

ا۔ مہاراج ذرا سوچ کر تو کہیے کیا کہہ رہے ہو۔ یہ "گزر چکے ہیں" تو وید کی بنیاد اکھاڑ رہا ہے پھر آپ بھی وہی کہتے ہیں؟ (مصنف)

۲۔ مہاراج! یہ کس سے آپ نے سنا کہ سرشٹی کا آغاز نہیں۔ یہی تو محل بحث ہے ہمارا رسالہ حدوث دنیا ملاحظہ ہو (مصنف)

میں آ جاتی ہیں۔ واجب الوجود شے کی نہ پیدائش نہ ناش ممکن ہو سکتا ہے اور ممکن الوجود شے کی پیدائش اور ناش ممکن ہو سکتی ہے۔ سو آپ کی پہلی سرشٹی واجب الوجود اور ممکن الوجود میں نہ آنے سے ممتنع الوجود ا۔ ہے۔ بتلایئے ممتنع الوجود شے کو کون تسلیم کر سکتا ہے۔ البتہ عرب کے بدو ۲۔ تسلیم کریں تو کوئی نئی بات نہیں۔ جنہوں نے خدا کو ازلی و ابدی مانا۔ مگر مادہ وغیرہ اس کے پاس کچھ نہ تھا۔ ملک تھا ملکیت ندارد۔"

ا۔ خوب کہی۔ کوئی پوچھے کہ دلیل کیا ہے؟ آریہ اور ایسا پاپ کہ دلیل بھی دیں؟ (مصنف)

۲۔ عرب کے بدوؤں کا علم تو سب دنیا نے دیکھ لیا کہ آج تک آریہ مہاشوں سے اتنا بھی نہ ہو سکا کہ ان کے مقابلہ پر دعویٰ اور دلیل میں مطابقت سمجھ سکیں اور یہ جان سکیں کہ دعویٰ کیا ہوتا ہے اور دلیل کیا۔ البتہ وید کے کم علم اور بے عقل مصنفوں کے علم و عقل کا حال ابھی مخفی ہے۔ مہاراج آپ ہماری بات پر خفا نہ ہوں سیے وید کے مصنف اپنی کم علمی اور بے عقلی کا خود اقرار کرتے ہیں۔ غور سے سُنیے۔ کان لگا کر سُنیے:

"اے پرمیشور! جس طرح عالم لوگ آپ کی پرستش اور پرارتھنا کرتے ہیں۔ ویسے ہی ہم لوگ بھی کریں۔ اے باریک بین عاقل! جس پرمیشور کے اوصاف کا بیان تیری عقل کرتی ہے۔ ہم لوگ بھی مل کر اسی کے نزدیک ہونے کی کوشش کریں" (رگوید۔ منڈل اول سوکت ۱۴ منتر ۲)

اور سُنیے!

اے پرمیشور! جس طرح پر عقل مند لوگ یگیہ کرنے والے۔ تجربہ کار۔ عالم لوگ آپ کی حمد و ثنا کرتے ہیں۔ اسی طرح پر ہم لوگ بھی کریں۔ (ایضاً منتر ۵)

کہیے! مہاشہ جی! ایسے کم عقلوں اور بے عملوں کی کتاب کا کیا ٹھکانا جنہوں نے ابھی تک عالموں کی ریس بھی نہیں کی صرف ارادہ ہی کرتے ہیں کیا ایسے مصنفوں کی تصنیف کو دنیا کے فلسفہ کا مخزن بتایا جاتا ہے۔ سچ ہے -

ترا اژدہا گر بود یار غار ازاں بہ کہ جاہل بود غمگسار (منہ)

بس یہی تقریر تمام جواب کی جان ہے۔ گو یہ بھی نیم بسمل ہے۔ اس لیے ہم نے اس کو نقل کیا ہے۔ مگر صد شکر ہے کہ اس کا جواب ہم نے پہلے ہی دیا ہوا ہے اس لیے اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ زیادہ کرنی کی حاجت نہیں سمجھتے۔

پس سُنیئے!

اس کی تفصیل کرنے کو پہلے وید کے متعلق آریوں کا مذہب بتلانا ضروری ہے۔ ویدوں کے متعلق سوامی دیانند کا خیال ہے کہ وہ قدیم سے ہیں۔ کیونکر؟ اس طرح کہ وید خدا کے کلام نفسی کا نام ہے اسی لیے وہ کہتے ہیں۔ جیسے اس دنیا کے شروع میں وید ہوئے اسی طرح اس سے پہلے دنیا میں بھی ہوئے تھے۔ چنانچہ سوامی دیانند جی اس مطلب کو مفصل تقریر میں یوں ادا کرتے ہیں:

> "چونکہ ویدوں کا ظہور ایشور سے ہوا ہے اس لیے ان کا غیر فانی ہونا خود بخود ثابت ہے کیونکہ ایشور کی سب قوتیں غیرفانی ہیں۔"
>
> سوال: چونکہ وید لفظوں کا مجموعہ ہیں اس لیے ان کا غیر فانی ہونا ممکن نہیں کیونکہ لفظ گھڑے کی طرح موضوع ہونے کی وجہ سے فانی ہے۔ جس طرح گھڑا بنا ہوا ہے اسی طرح لفظ بھی بنتا ہے۔ اس لیے لفظ کے فانی ہونے سے ویدوں کا فانی ہونا بھی ماننا چاہیے؟
>
> جواب: ایسا مت خیال کیجئے لفظ دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک غیر فانی اور دوسرا موضوع۔ جو الفاظ و معنے اور ان کا باہمی ربط ایشور کے گیان میں موجود ہے وہ غیر فانی (x) ہے اور جو الفاظ ہم لوگ استعمال کرتے ہیں وہ موضوع ہیں کیونکہ جس کا علم اور فعل دونوں غیر فانی طبعی اور ازلی ہوتے ہیں اس کی تمام قوتیں بھی غیر

x کیا ہمارے مونہہ سے نکلے ہوئے الفاظ اور معنے کا ربط خدا کے علم میں نہیں۔ ایشور انتریامی عالم الغیب ہے تو ضرور ہو گا۔ پھر ہمارے الفاظ میں اور ویدوں میں کیا فرق رہا؟ (منہ)

فانی ہونی چاہئیں۔ چونکہ وید ایشور کے علم سے پر ہیں اس لیے
ان کی نسبت فانی کہنا واجب نہیں ہے۔
سوال : جب یہ تمام دنیا پھر حالتِ علت میں چلی جائے گی تو اس
حالت میں تمام اجسام مرکب کثیف غائب ہو جائیں گے۔ اور
پڑھنے پڑھانے اور کتابوں کا بھی نشان نہ رہے گا پھر آپ ویدوں کا
غیر فانی بنا رہنا کس طرح مانتے ہیں؟
جواب : یہ (دلیل) تو کتاب، کاغذ، سیاہی وغیرہ چیزوں کی نسبت
عائد ہو سکتی ہے یا ہم لوگوں کے فعل پر۔ اس کے سوا یہ اور کسی
بات پر صادق نہیں آسکتی۔ وید چونکہ ایشور کا علم ہیں۔ اس لیے
ان کا غیر فانی ہونا مانتے ہیں۔ پڑھنے پڑھانے اور کتابوں کے فانی
ہونے سے ویدوں کا فانی ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ ایشور
کے گیان میں ہمیشہ قائم اور موجود رہتے ہیں۔ جس طرح اس
کلپ کے اندر ویدوں میں الفاظ حروف معنے اور ان کا ربط موجود
ہے اسی طرح پہلے بھی تھا اور آگے بھی اسی طرح ہو گا کیونکہ
ایشور کے علم میں غیر فانی ہونے کی وجہ سے کبھی فرق یا مغالطہ
نہیں پڑتا۔" بھونکا (رود صفحہ ۱۸)

اس عبارت کا صاف مطلب یہ ہے کہ یہی وید ہر ایک دنیا کے شروع میں ہوتے رہے ہیں پس ہم پوچھتے ہیں کہ اس دنیا کے شروع میں اگر پہلی دنیا کے بزرگوں کے حالات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے تو اس وقت بھی تو یہی وید تھے اور ان میں یہ منتر بھی ضرور ہی ہو گا۔ اگر اس سے آگے چلیں تو اس دنیامیں بھی ہو گا۔ یہاں تک کہ ماننا پڑے گا کہ علم الٰہی میں جب یہ منتر تھا اس سے پہلے بھی کچھ ایسے لوگ گزر چکے تھے جن کی نظر بتلائی جاتی تھی۔ (اور اگر یہ بحث دیکھنی ہو کہ دنیا کا سلسلہ قدیم نہیں بلکہ حادث ہے تو ہمارا رسالہ حدوث دنیا دیکھو)۔

علاوہ اس کے ایسی تمثیلیں اور نظیریں ایسے موقع پر بتلائی جاتی ہیں جہاں پر سامعین کو ایسے بزرگوں کا علم بھی ہو۔ یعنی وہ جانتے ہوں کہ وہ بزرگ ایسے تھے گو بالا جمال ہو۔ لیکن جب ہم دیکھتے ہیں کہ اس دنیا کے لوگوں کو پہلی دنیا کے لوگوں کا کچھ بھی علم نہیں۔ پہلی دنیا کا تو کیا ہوتا۔ اس جون سے پہلی جون کا بھی علم نہیں کیا کوئی دیانندی بتلا سکتا ہے کہ اس جون سے پہلے وہ کس جون میں تھا۔ پس ایسی تاکید سے جب ان کو سمجھایا جاتا ہے کہ تم ان بزرگوں کی چال اختیار کرو جو ایسے تھے ویسے تھے اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ بزرگ ایسے تھے جن کے وجود کا علم اس وقت کے حاضرین کو تھا۔ اس کے علاوہ مندرجہ ذیل منتر بھی یہ مدعا بتلاتے ہیں کہ وید جن دنوں بنے ہیں اس زمانے میں آبادی ایسی کثرت پر تھی کہ بنی آدم کا تمدن اس درجہ پر تھا کہ ایک قوم کی دوسری قوم سے محبت اور عداوت تک نوبت پہونچی ہوئی تھی۔

رگوید منڈل اول سوکت ۳۹ منتر ۲ میں مرقوم ہے:

"اے فرمانبردار لوگو! تمہارے اسلحہ آتشیں تیر و تفنگ وغیرہ مخالفوں کو مغلوب کرنے اور ان کو روکنے کیلئے قابلِ تعریف اور باستحکام ہوں۔ تمہاری فوج جرار موجب توصیف ہو۔ تاکہ تم لوگ ہمیشہ فتحیاب ہوتے رہو۔"

یجروید ادھیائے ۲۰ منتر ۵۰ میں یوں مرقوم ہے:

"میں اس محافظ کائنات صاحب جاہ و جلال نہایت زور آور اور فاتح کل تمام کائنات کے راجہ قادر مطلق اور سب کو قوت عطا کرنے والے پرمیشور کو جس کے آگے تمام زبردست بہادر سر اطاعت خم کرتے ہیں اور انصاف سے مخلوقات کی حفاظت کرنے والا اندر ہے۔ ہر جنگ میں فتح پانے کیلئے مدعو کرتا ہوں اور پناہ لیتا ہوں۔"

رگوید اشٹک اول ادھیائے ۳ ورگ ۱۸ منتر ۲ میں مرقوم ہے:

"اے انسانو! تمہاری آیدہ آتش گیر اسلحہ اور تیر و کمان وغیرہ میری عنایت سے مضبوط اور فتح نصیب ہوں۔ بدکردار

دشمنوں کی شکست اور تمہاری فتح ہو۔ تم مضبوط' طاقتور اور کار نمایاں کرنے والے ہو۔ تم دشمنوں کی فوج کو ہزیمت دے کر انہیں رو گردان و پسپا کرو۔ تمہاری فوج جرار و کارگزار اور نامی گرامی ہو۔ تاکہ تمہاری عالمگیر حکومت روئے زمین پر قائم ہو اور تمہارا حریف ناہنجار شکست یاب ہو۔ اور نیچا دیکھے"

(دیانندی دوستو! وید کا جہاد سنتے ہو؟)

یجروید ادھیائے ۱۳ منتر ۴ میں مرقوم ہے:

"اے انسانو! جو آفرینش سے پیشتر آفتاب وغیرہ جملہ نورانی عالموں کا پیدائش گاہ اور سہارا تھا اور جو کچھ پیدا ہوا ہے ہوا تھا اور ہو گا اس کا مالک تھا۔ ہے اور ہو گا۔ وہ زمین سے لے کر تا عالم آفتاب دنیا کو پیدا کر کے انتظام قدرت میں لیے ہوئے ہیں۔ اس راحت مطلق پرماتما کی بامحبت بندگی جس طرح ہم کریں اسی طرح تم لوگ بھی کرو۔"

اتھرو وید کانڈ ٦ ۔ انوواک ۱۰ ۔ ورگ ۹۷ منتر ۳ میں مرقوم ہے:

"اے دشمنوں کے مارنے والے اصول جنگ میں ماہر بے خوف و ہراس پر جاہ و جلال عزیزو! اور جوانمردو! تم سب رعایا کے لوگوں کو خوش رکھو۔ پرمیشور کے حکم پر چلواؤ۔ بدفرجام دشمن کو شکست دینے کیلئے لڑائی کا سرانجام کرو۔ تم نے پہلے میدانوں میں دشمنوں کی فوج کو جیتا ہے۔ تم نے حواس کو مغلوب کیا اور روئے زمین کو فتح کیا ہے۔ تم روئیں تن اور فولاد بازو ہو۔ اپنے زور شجاعت سے دشمنوں کو تہہ تیغ کرو تاکہ تمہارے زور بازو اور ایشور کے لطف و کرم سے ہماری ہمیشہ فتح ہو[1]۔"

---

[1] ان منتروں کے ترجمے ہم نے بھونکا اردو سے لیے ہیں سماجی مترو! وید کیسا جہاد سکھلاتا ہے؟

ان منتروں سے صاف ظاہر ہے کہ وید اس وقت بنائے گئے ہیں جس وقت بنی آدم کا تمدن اس کثرت پر تھا کہ کئی ایک قومیں آپس میں دوستانہ تعلق رکھتی تھیں۔ اور کئی ایک کا باہمی بغض و عناد تھا۔ جیسا کہ مذکورہ منتروں سے ظاہر ہے اس مضمون کے بہت سے منتر ویدوں سے مل سکتے ہیں مگر چونکہ مدعا ثابت کرنے کو ایک اور سو کی نسبت برابر ہے اس لیے انہیں پر قناعت کی جاتی ہے۔

پھر تعجب ہے کہ ایسی صریح اندرونی شہادتوں کے ہوتے ہوئے بھی یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ وید دنیا کی پیدائش کے شروع میں بنائے گئے یا نازل ہوئے ہیں۔

ان منتروں کے جواب میں کہا جاتا ہے کہ یہ احکام راج کے متعلق ہیں یعنی راجہ کو حکم ہے کہ وہ اپنی فوج کو یہ سنایا کرے۔ ہم بھی مانتے ہیں کہ راجہ کو حکم ہے لیکن سوال تو یہ ہے کہ جس وقت یہ احکام ان کو دیئے گئے تھے وہ ان احکام کو سمجھتے یا یونہی مہمل چھوڑے گئے تھے۔ راجہ بھی تو آخر کسی رعیت کا ہوتا ہے جب راجہ ہوا' رعیت ہوئی' کوئی اس راجہ کا دوسرا راجہ دشمن تھا۔ کوئی دوست۔ دشمنوں کے مارنے کی تیاریاں ہو رہی ہیں جس سے ہمارا اصل مطلب ثابت ہے کہ جس وقت وید بنے تھے اس وقت دنیا کی آبادی اس حد تک پہنچی ہوئی تھی کہ کوئی قوم کسی قوم کی دشمن تھی کوئی کس کی دوست۔

چونکہ آریوں کا مسلمہ اصول ہے کہ جو کتاب شروع دنیا سے نہ ہو وہ الہامی نہیں اس لیے ان سے قوی امید ہے کہ اس رسالہ کو سن کر وید کے الہامی ہونے سے صاف اور کھلے لفظوں میں انکار کر دیں گے۔

آریوں کی اس دعوئی پر ایک زبردست دلیل

اس امر کا اظہار تو ہم پہلے ہی کر آئے ہیں کہ ایسے بڑے اہم دعوئی پر آریے تو کیا خود سوامی دیانندجی نے بھی کوئی ایسی دلیل نہیں بتلائی۔ جس سے اتنا بڑا دعوئی صحیح ثابت ہو سکے لیکن قارئین حیران نہ ہوں کہ ایسی تعلیم یافتہ پارٹی نے کیا پھر بالکل ہی بے دلیل اس مسئلہ کو تسلیم کیا ہوا ہے۔ کہ وید قدیم ہیں؟ اس لیے ہم ایک زبردست دلیل ان کی یہاں نقل کرتے ہیں۔ بابو نہال سنگھ ساکن کرنال ترجمہ بھونکا کے دیباچہ میں ایک زبردست دلیل سوامی کی تصنیف سے استنباط کر کے لکھتے ہیں۔ وہ یہ ہے:

> "یہ دنیا اور وید ہم عصر ہیں۔ اس بات کو آج کل کے عالم بھی عموماً" تسلیم کرتے ہیں مگر ان کی مذہبی پابندی ان کو سچائی کے قبول کرنے سے روکتی ہے۔ دنیا کا زمانہ سوریہ سدھانت وغیرہ جیوتش کی کتابوں کے مطابق سوامی جی نے اس "تمہید تفسیر وید" میں بیان کر دیا ہے۔ پس خود اہالیان یورپ کے بموجب ویدوں کا بھی وہی زمانہ سمجھنا چاہیے۔ جب وید اپنا زمانہ آپ بتلاتے ہیں تو پھر دوسری شہادت کا تلاش کرنا فضول ہے۔ چنانچہ اتھرو وید میں لکھا ہے کہ دنیا کے قدیم رہنے کو زمانہ اس طرح حاصل ہوتا ہے کہ دس [۱] ہزار سینکڑوں (یعنی دس لاکھ کے درجے) تک صفر دے کر اس پر ۲۔ ۳۔ اور ۴ کو ترتیب وار ایزاد کرنا چاہیے۔
> (اتھرو وید پر پھاٹک ۸۔ انو واک ۱۔ منتر ۲۱)

۱۔ جناب والا! اس سے یہ کیونکر ثابت ہوا کہ وید اور دنیا ہم عصر ہیں۔ غائت سے غائت دنیا کی عمر معلوم ہوئی باقی وید کی عمر وہی ہے جو ہمارے پیش کردہ منتر بتلا رہے ہیں (مصنف)

اس طرح دنیا کے قائم رہنے کا زمانہ چار ارب بتیس کروڑ
سال ہوتا ہے جس میں سے ۱۸۹۸ء تک ایک ارب ستانوے کروڑ
انیس لاکھ اڑتالیس ہزار نو سو ننانوے سال گزر چکے اور
۲۳۴۷۰۵۱۰۰۱ سال باقی ہیں" (صفحہ ۵)

اس دلیل سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک ہمارے آریہ دوست علم لاجک (منطق) سے محض ناواقف ہیں اور علم مناظرہ کے تو کوچہ میں بھی نہیں گئے۔

پہلا ہی فقرہ (کہ یہ دنیا اور وید ہم عصر ہیں) بحث طلب ہے ایسے ثبوت کو علم مناظرہ میں **مصادرہ علی المطلوب** کہتے ہیں یعنی دعویٰ ہی کو جزو دلیل بنایا جاوے افسوس کہ اس فاضل مصنف نے اس پر غور نہ کیا کہ یہی فقرہ تو زیر بحث ہے کہ وید کی عمر دنیا کی عمر کے برابر ہے یا کم۔ مگر مصنف موصوف نے اسی کو پہلے اپنی دلیل کا مقدمہ بنا لیا۔ جن اہل علم نے اس مقدمہ کو تسلیم کیا ہے ان کی دلیل بیان کرتے تو ہم بھی دیکھتے ورنہ خالی اندھی تقلید سے کام لینا محققوں کا کام نہیں۔ ہاں یاد آیا کہ یہ عالم وہی تو نہیں جنہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ آریہ قوم ایران سے آئی تھی۔ جن کی تحقیق کو سوامی دیانندجی نے وید منتر کے مقابلہ میں نہایت ہی حقارت سے دیکھا (دیکھو صفحہ ۲ رسالہ ہذا) پس اگر ایسے ہی عالم ہیں تو ان کے جواب میں ہم بھی اتنا ہی کہنا کافی سمجھتے ہیں کہ جب وید خود بتلاتا ہے کہ میں دنیا کی آبادی اور تمدن کی ترقی کے وقت بنا ہوں تو پھر دوسرے کسی کی من گھڑت بات کو کیونکر تسلیم کیا جائے۔

فاضل مصنف کا یہ بیان کہ اس بات کو آج کل کے عالم بھی عموماً" تسلیم کرتے ہیں مگر ان کی مذہبی پابندی ان کو سچائی کے قبول کرنے سے روکتی ہے۔ یہی قابل اصلاح ہے۔ بلکہ یوں چاہیے تھا کہ وید کی قدامت نہ تو دلائل سے ثابت ہے نہ خود وید کے بیان سے بلکہ اس کی نقیض کا ثبوت ملتا ہے تاہم دیانندجی تو اپنی زبان کی پچ سے اور آریہ محض ان کی تقلید سے وید کو قدیم کہے چلے جاتے ہیں۔ ندامت پر ندامت اٹھاتے ہیں مگر پرانی لکیر نہیں چھوڑتے۔

ہاں مصنف موصوف نے اتھرو وید کا منتر جو نقل کیا ہے۔ وہ بھی قابل غور ہے

اس منتر میں تو صرف دنیا کی عمر کا ذکر ہے کہ چار ارب ۳۲ کروڑ سال ہو گی۔ مگر کہاں سے یہ معلوم ہوا کہ وید ابتداً دنیا سے ہیں وید نے دنیا کی عمر تو بتلائی کاش کہ اپنی عمر بھی بتلا دیتا۔ کہ اس دنیا کا توام (جوڑا) ہوں تو آج آریوں پر جو اس مسئلہ کی وجہ سے مشکلات پیش آ رہی ہیں کیوں آتیں؟

پس جب تک فاضل مصنف کا پہلا فقرہ (جو مصادرہ علی المطلوب ہے وہی دعویٰ اور وہی دلیل) کہ وید اور دنیا ہم عصر ہیں یعنی دونوں کی عمر برابر ہے۔ ثابت ہو گا۔ منتر مذکور وغیرہ کسی کام کے نہیں بلکہ یوں سمجھیے کہ اس فقرہ کے ثبوت ہونے پر منتر مذکور کی حاجت ہی نہ رہے گی۔ لیکن کیا یہ فقرہ ثابت ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں ؎

بنے کیونکر کہ ہے سب کار الٹا
ہم الٹے بات الٹی یار الٹا

کیا الہامی کتاب کا دنیا کے شروع سے ہونا ضروری ہے؟

الہامی کتاب گمراہ بندوں کی ہدایت کے لیے خدا کی طرف سے کسی برگزیدہ بندے پر نازل ہوتی ہے تاکہ وہ لوگوں کو برے کاموں کے بد نتائج سے اور بھلے کاموں کے نیک پھلوں سے آگاہ کرے۔ بس اتنا ہی اصول سوچیں تو سمجھ میں آ سکتا ہے کہ یہ شرط کہاں تک غیر معقول ہے۔ مثلاً عرب جیسے گمراہ ملک ہی کو دیکھیے اور ساتھ اس کے اس زمانہ کے رسل رسائل کے ذرائع پر بھی غور کیجئے کہ ایک ملک دوسرے ملک سے بالکل الگ تھلگ تھا۔ وید عرب میں کیا ہوتے۔ خود آریہ ورت ہندوستان میں بھی اس کے جاننے والے شاید ایک دو ہی ہوں۔ علیٰ ہذا القیاس اس کے نسخوں کی کثرت بھی ایسی ہی ہو گی۔ کوئی شخص تاریخ سے نہیں بتلا سکتا کہ عرب میں کسی وقت اور کسی زمانے میں وید کی اشاعت ہوئی ہو۔ اشاعت تو کیا ان کے کان بھی اس نام سے آشنا نہ تھے۔ پھر اگر ان کو ان کے اسی حال پر چھوڑا جاتا اور انہیں کی زبان میں نئی کتاب قرآن شریف کے ذریعہ ان کو راہ راست پر لانے کی کوشش نہ کی جاتی تو کون نہیں

جانتا کہ آج عرب میں بت پرستی کا وہ زور ہوتا کہ ہندوستان میں کیا ہے۔ سوامی دیانند اور آریئے تو ہندوستان کیا صوبہ پنجاب ہی سے ابھی فارغ نہیں ہو رہے تھے۔ تو عرب جیسے خونخوار ملک کی طرف رخ کرنا ان کو کہاں نصیب ہوتا۔ خداوند تعالیٰ نے اس کی اصل وجہ خود بتلائی ہے ارشاد ہے:

لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِيْنَ مُنْفَكِّيْنَ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ

(البینہ:۱)

یعنی یہودی عیسائی اور عرب کے بت پرست کبھی اپنی بے دینی سے باز نہ آتے۔ جب تک ان کے پاس خدا کی طرف سے زبردست دلیل یعنی رسول نہ آتا۔ جو ان کو پاکیزہ کتابیں سناتا جن میں بڑے بڑے مضبوط مسئلے ہیں۔" پس یہ شرط لگانے والے کہ الہامی کتاب دنیا کے شروع ہی میں ہونی چاہیے اور ساتھ ہی وید کو دنیا کے شروع سے ماننے والے آریہ بتلا دیں کہ اگر وید ہی کے بھروسہ پر دنیا کی ہدایت ہوتی تو آج دنیا میں کس قدر بت پرستی کا رواج ہوتا نیز اس بات کا ثبوت بھی وہ نہیں دے سکتے کہ وید نے فلاں فلاں ملک میں اپنا اثر پہنچایا تھا۔ جو ان لوگوں کی غفلت اور سہل انگاری سے مٹ گیا۔ بخلاف اس کے تمام دنیا دیکھ رہی ہے کہ وید نے صرف ہندوستان میں جو اپنا اثر دکھایا وہ بھی یہی کہ ۔

بت کریں آرزو خدائی کی
شان ہے تیری کبریائی کی

اس بحث کو تفصیل کے ساتھ دیکھنا ہو تو ہمارا رسالہ حق پرکاش بجواب ستیار تھ پرکاش دیکھنا چاہیے۔

☆ ☆ ☆